شعیب اور موسیٰ علیہم السلام آپس میں کیا سسر داماد تھے؟
قرآنِ مجید کے مطابق اس کا جواب نفی میں ہے

موسیٰ علیہ السلام ایک علم والے بندے سے جدا ہونے کے بعد جس رات مصر میں واپس داخل ہوئے تھے تو ایک نوجوان اُن کے مکا مارنے سے اتفاقی طور پر مر گیا تھا۔اور اگلی صبح موسیٰ علیہ السلام نے اپنے قتل کئے جانے کے متعلق سرداروں کے باہمی مشوروں کا سن کر احساس کر لیا کہ قانون اور انصاف کے تقاضوں کو پامال کیا جائے گا اس لئے مناسب جانا کہ مصر سے نکل جایا جائے۔اور اس کے بعد مدین پہنچ کر وہاں کے ایک عمر رسیدہ شخص کی بیٹی سے شادی کر لی تھی۔قرآنِ مجید نے موسیٰ علیہ السلام کے عمر رسیدہ سسر کا نام نہیں بتایا لیکن بعض نے تخیل اور قیاس سے کہہ دیا کہ ان کے سسر بننے والے عمر رسیدہ شخص سیدنا شعیب علیہ السلام تھے۔اور اس خیال کو زمان کی گزرگاہ میں اتنا دہرایا گیا کہ اب زبان زد عام ہے۔تخیلاتی باتوں کی بہتات کا سحر یہ ہے کہ علامہ اقبال نے بھی اپنا وزن اس تخیلاتی بات کو کہنے والوں کے پلڑے میں یہ شعر کہہ کر ڈال دیا

؎ اگر کوئی شعیبؑ آئے میسر   شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

لیکن یہ حقیقت نہیں۔حقیقت کیا ہے؟ آئیں قرآنِ مجید کے اوراق میں دیکھیں۔موسیٰ علیہ السلام کو مصر کے اکابرین کی سازش کا علم ہونے کے بعد کے واقعات کی خبر یوں دی گئی ہے

فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَتَرَقَّبُ ۖ قَالَ رَبِّ نَجِّنِى مِنَ ٱلْقَوْمِ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٢١﴾
وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّىٓ أَن يَهْدِيَنِى سَوَآءَ ٱلسَّبِيلِ ﴿٢٢﴾

(خیر خواہ کی بات مانتے ہوئے) پھر وہ ڈرتے بھانپتے ہوئے شہر مصر سے نکل کھڑے ہوئے۔
کہنے لگے ''میرے رب! مجھے ظالم قوم سے بچا لے''
اور جب انہوں نے مدین کی طرف رخ کیا تو بولے ''ممکن ہے کہ میرا رب مجھے مناسب راہ دکھا دے''۔

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدۡيَنَ وَجَدَ عَلَيۡهِ أُمَّةً مِّنَ ٱلنَّاسِ يَسۡقُونَ وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ ٱمۡرَأَتَيۡنِ
تَذُودَانِۖ قَالَ مَا خَطۡبُكُمَاۖ قَالَتَا لَا نَسۡقِي حَتَّىٰ يُصۡدِرَ ٱلرِّعَآءُۖ وَأَبُونَا شَيۡخٞ كَبِيرٞ ٢٣
فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰٓ إِلَى ٱلظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَآ أَنزَلۡتَ إِلَيَّ مِنۡ خَيۡرٖ فَقِيرٞ ٢٤

''اور جب مدین کے پیاؤ پر پہنچے تو انہوں نے وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو پانی پلاتے دیکھا۔ اور ان کے علاوہ دو عورتوں کو (ریوڑ کو) روکے ہوئے پایا۔ انہوں نے ان سے پوچھا ''تمہارا کیا معاملہ ہے؟''۔ وہ بولیں ''جب تک چرواہے (ریوڑ) نہ لے جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتیں۔ اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے''۔ اس لئے انہوں نے ان کیلئے (ان کے جانوروں کو) پانی پلوا دیا اور پھر سائے کی طرف لوٹ گئے اور کہنے لگا ''میرے رب! جو بھلی شئے تو مجھے عنایت کرے میں اس کا حاجت مند ہوں'' (سورۃ القصص۔۲۳-۲۴)

علم والے شخص نے جب بغیر اجرت کے اس بوسیدہ دیوار کو قائم کیا تھا جس کے نیچے دو یتیم لڑکوں کا خزانہ چھپا تھا تو اس وقت موسیٰ علیہ السلام اپنے آپ کو یہ کہنے سے روک نہ سکے تھے کہ اگر وہ چاہتا تو اس کی اجرت لے لیتا۔ اس بستی کے لوگوں نے مانگنے پر انہیں کھانا دینے سے انکار کیا تھا۔ اور آج پھر موسیٰ علیہ السلام بھوکے پیاسے، حاجتمند ہیں لیکن اجرت کا خیال کئے بغیر دو کمزور عورتوں کی مدد کر کے ان کا کام سرانجام دے دیا ہے۔ اور آج انہوں نے کسی شخص سے کھانا نہیں مانگا۔

عورتیں ایسے کاروباری اور پبلک مقامات پر اکیلے جانا پسند نہیں کرتیں جہاں مردوں کی بھیڑ ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے پیاؤ پر مردوں کی بھیڑ میں موجود دو عورتوں کو دیکھ کر ان سے ان کا مسئلہ پوچھ لیا۔ انہوں نے بات بتانے کے بعد یہ کہہ کر کہ ان کا باپ بہت بوڑھا ہے اجنبی کو یہ وضاحت بھی کر دی تھی کہ ان کا پیاؤ پر آنا ایک مجبوری ہے۔

فَجَآءَتۡهُ إِحۡدَىٰهُمَا تَمۡشِي عَلَى ٱسۡتِحۡيَآءٖ

''پھر ان دو عورتوں میں سے ایک حیا سے چلتی ہوئی اس کے پاس آئی

قَالَتۡ إِنَّ أَبِي يَدۡعُوكَ لِيَجۡزِيَكَ أَجۡرَ مَا سَقَيۡتَ لَنَاۚ

اور بولی ''میرا باپ آپ کو بلاتا ہے تاکہ اس کام کا جو آپ نے ہمارے لئے پانی پلا کر کیا ہے بدلہ دے'' (حوالہ القصص۔۲۵)

ظاہر ہے کہ پیاؤ پر جانوروں کو پانی پلانے کیلئے دونوں بہنیں روزانہ آتی ہوں گی جو وہاں کے مردوں کیلئے ایک معمول کی بات تھی لیکن ایک اجنبی کے لئے معمول کی بات نہ تھی اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے عورتوں سے مردوں کی بھیڑ میں ان کی موجودگی کا سبب

پوچھ لیا۔ اوراس آیت سے اس بات کی بھی نشاندہی ہوتی ہے کہ بحالتِ مجبوری جب عورت کو گھر سے باہر اکیلی کسی غیر مرد کے پاس جانا پڑے تو شرماتی ہے۔ چرواہوں کی بھیڑ میں بھی روزانہ جانوروں کو پانی پلانے دونوں بہنیں پیاؤ پر آ جاتی تھیں لیکن جب اکیلی آئی تو شرماتے ہوئے آئی۔ وہ ساتھ چل دیئے۔

فَلَمَّا جَآءَهُۥ وَقَصَّ عَلَيۡهِ ٱلۡقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفۡۖ نَجَوۡتَ مِنَ ٱلۡقَوۡمِ ٱلظَّٰلِمِينَ ۝

''پھر جب وہ اس (لڑکیوں کے بوڑھے باپ) کے پاس آیا اور اپنا قصہ سنایا تو اس نے کہا

''فکر مندمت ہو، تو ظالم لوگوں سے بچ گیا ہے'' (حوالہ القصص۔۲۵)

قَالَتۡ إِحۡدَىٰهُمَا يَٰٓأَبَتِ ٱسۡتَـٔۡجِرۡهُۖ إِنَّ خَيۡرَ مَنِ ٱسۡتَـٔۡجَرۡتَ ٱلۡقَوِيُّ ٱلۡأَمِينُ ۝٢٦

'ان عورتوں میں سے ایک نے کہا'' ابا! اسے ملازم رکھ لے۔ جو ملازم تو رکھے اس میں بہتر وہ ہے جو قوی اور امین (باعتماد دیانت دار) ہو'

قَالَ إِنِّيٓ أُرِيدُ أَنۡ أُنكِحَكَ إِحۡدَى ٱبۡنَتَيَّ هَٰتَيۡنِ عَلَىٰٓ أَن تَأۡجُرَنِي ثَمَٰنِيَ حِجَجٖۖ فَإِنۡ أَتۡمَمۡتَ عَشۡرٗا فَمِنۡ عِندِكَۖ وَمَآ أُرِيدُ أَنۡ أَشُقَّ عَلَيۡكَۚ سَتَجِدُنِيٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ۝٢٧

''اس نے کہا'' میں چاہتا ہوں کہ اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک کو اس شرط پر تجھ سے بیاہ دوں کہ تو آٹھ سال میری نوکری کرے اور اگر تو دس پورے کر دے تو یہ تیری طرف سے ہوگا اور میں تجھ پر مشقت نہیں ڈالنا چاہتا۔ انشاءاللہ تو مجھے صالح آدمی پائے گا''

قَالَ ذَٰلِكَ بَيۡنِي وَبَيۡنَكَۖ أَيَّمَا ٱلۡأَجَلَيۡنِ قَضَيۡتُ فَلَا عُدۡوَٰنَ عَلَيَّۖ وَٱللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٞ ۝٢٨

موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا'' یہ میرے اور آپ کے درمیان طے ہوا۔ دونوں میں سے جو مدت بھی میں پوری کر دوں مجھ پر زیادتی کا الزام نہ ہوگا۔ اور یہ جو ہم کہہ رہے ہیں اللہ اس کا ضامن ہے'' (القصص ۲۶۔۲۸)

بیٹی نے باپ کو ان اوصاف کے بارے میں بتایا جو گھر کے ملازم میں موجود ہونے چاہئے کہ صحت منداور دیانت دار ہو۔ لیکن بیٹیوں کے ایک بوڑھے باپ کے لئے لوگوں کی نگاہوں میں عزت و آبرو سے رہنے کیلئے سوچنے کی اور بہت باتیں بھی ہوتی ہیں۔ ان دو عورتوں کے بوڑھے باپ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی خواہش بتائی کہ اپنی بیٹیوں میں سے ایک کے ساتھ ان کی شادی مذکورہ شرط پر کرنا چاہتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے رضامندی ظاہر کی اور یوں شادی کے بعد وہ بستی مدین میں آٹھ دس سال رہے۔ سلام ہو موسیٰ علیہ السلام پر اور اللہ ان باپ بیٹیوں سے بہت خوش اور راضی ہو۔

کیا یہ شیخ کبیر یعنی بہت بوڑھے آدمی جن کی جوان بیٹیوں کو مردوں کی بھیڑ میں اپنے چوپایوں کو پانی پلانے کی مجبوری لاحق تھی شعیب علیہ السلام تھے ؟ شعیب علیہ السلام کی قوم کے کافروں سرداروں نے کہا تھا:

وَلَوۡلَا رَهۡطُكَ لَرَجَمۡنَٰكَۖ

''اور اگر تیرا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تجھے سنگسار کر دیتے'' (حوالہ ھود۔۹۱)

قَالَ يَٰقَوۡمِ أَرَهۡطِيٓ أَعَزُّ عَلَيۡكُم مِّنَ ٱللَّهِ وَٱتَّخَذۡتُمُوهُ وَرَآءَكُمۡ ظِهۡرِيًّاۖ

''انہوں نے کہا'' اے میری قوم! کیا میری برادری اللہ سے زیادہ تم پر زور آور، غلبہ و قوت والی ہے ۔
اور اسے تم نے اپنے سے الگ پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے'' (حوالہ ھود۔۹۲)

کیا آپ کے تصور میں یہ بات آسکتی ہے کہ ایک ایسے انسان کی بیٹیاں مردوں کی بھیڑ میں پیاؤ پر اپنے جانوروں کو پانی پلانے لے جانے پر مجبور ہوں گی جس کے قبیلے کے غلبہ و قوت کا احساس اور خوف اس کے دشمنوں کو بھی ہو ؟ اب آپ خود فیصلہ کرلیں کہ پیاؤ پر پانی پلانے والی دو عورتوں میں سے ایک موسیٰ علیہ السلام کی زوجہ محترمہ بننے والی خاتون شعیب علیہ السلام کی بیٹی تھی یا نہیں۔ خیال کے جواب میں متضاد خیال آرائی کرنا ایک بے مقصد بحث میں الجھنا ہوتا ہے۔ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کے طریقے کی پیروی کرتے ہوئے خیال آرائی کرنے والوں سے ان کے خیال کی تائید کیلئے کتاب اور علم میں سے ثبوت مانگنا چاہئے اور نہ دیئے جانے کی صورت میں اسے رد کر دینا چاہئے۔ ایسا نہ کیا جائے تو اس خاص مادہ مکڑی کی روش کے مثل ہوگا جو کسی بھی خالی کاغذ کو اپنے سینے سے لگا لیتی ہے۔

شعیب علیہ السلام کی قوم دو گروہوں میں بٹ گئی تھی

وَإِن كَانَ طَآئِفَةٞ مِّنكُمۡ ءَامَنُواْ بِٱلَّذِيٓ أُرۡسِلۡتُ بِهِۦ

انہوں نے قوم سے فرمایا تھا'' اور اگر تم میں ایک گروہ اس پیغام پر جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے ایمان رکھتا ہے

وَطَآئِفَةٞ لَّمۡ يُؤۡمِنُواْ

اور ایک گروہ ایمان نہیں رکھتا

فَٱصۡبِرُواْ حَتَّىٰ يَحۡكُمَ ٱللَّهُ بَيۡنَنَاۚ وَهُوَ خَيۡرُ ٱلۡحَٰكِمِينَ۝

تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے'' (الاعراف۔۸۷)

ایمان والے کسی زمان کے ہوں اپنے میں موجود اللہ کے رسول پر جان نچھاور کرتے ہیں چہ جائیکہ ان کی بیٹیاں جانوروں کو پانی پلانے کیلئے پیاؤ پر لے جانے پر مجبور ہوں۔ کیا گمان میں یہ بات سماتی ہے کہ اللہ کے رسول پر قوم کے دو گروہوں میں سے ایک جان نچھاور کرنے والے مومن گروہ کی موجودگی میں رسول کی بھیڑ بکریوں کو پیاؤ پر لے جانے کی مجبوری لاحق ہو سکتی ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو ہمیں تسلیم ہے کہ وہ خاتون شعیب علیہ السلام کی بیٹی نہیں تھیں اس لئے شعیب علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے سسر بھی نہیں تھے۔

پانچ قوموں یعنی قوم نوح، عاد یعنی ہود علیہ السلام کی قوم، ثمود یعنی صالح علیہ السلام کی قوم، قوم لوط اور شعیب علیہ السلام کی قوم کی جانب ان رسولوں کو بھیجنے اور ان قوموں کے کفر کرنے والے لوگوں کی ہلاکت اور بیخ کنی کا سورۃ الاعراف کی آیات ۵۹۔۱۰۲ میں بتانے کے بعد اور اسی طرح سورۃ یونس کی آیت ۷۵ میں ارشاد فرمایا

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنۢ بَعْدِهِم مُّوسَىٰ

''بعد ازاں (عرصے بعد) ان تمام کے بعد ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو مبعوث فرمایا'' (حوالہ الاعراف ۱۰۳)

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنۢ بَعْدِهِم مُّوسَىٰ وَهَـٰرُونَ

''بعد ازاں (عرصے بعد) ان تمام کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون (علیہم السلام) کو مبعوث فرمایا'' (حوالہ یونس۔۷۵)

حرف ثُمَّ واقعات کے لحاظ تسلسل کا اظہار نہیں کرتا بلکہ دو واقعات کے مابین وقت کے فاصلے کی نشاندہی کرتا ہے اور بَعْدِهِم ''ان تمام قوموں، رسولوں کے بعد'' سے واضح ہے کہ شعیب اور موسیٰ علیہم السلام ہم عصر نہیں تھے۔ اور جب ہم عصر نہیں تھے تو کوئی بتائے کہ وہ سسر داماد کیسے ہو سکتے تھے؟ حقیقت بتانے اور تسلیم کرنے سے کسی کی بے ادبی نہیں ہوتی۔

موسیٰ علیہ السلام مدین میں آٹھ دس سال رہے تھے اور وہاں سے جب اہل خانہ کے ساتھ سفر پر نکلے تھے تو اس دوران منصب رسالت پر فائز کر دیئے گئے تھے۔ لیکن قرآنِ مجید یہ بھی بتاتا ہے کہ انہیں منصب رسالت پر اس وقت فائز کیا گیا تھا جب نوح علیہ السلام کی قوم سے لے کر شعیب علیہ السلام کی قوم ہلاک اور دور دفع ہو چکی تھیں۔ ارشاد فرمایا

فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ ۝

''ہاں! بالآخر دور دفع ہوتی وہ قوم جو ایمان نہ لاتی''

ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَـٰرُونَ بِـَٔايَـٰتِنَا وَسُلْطَـٰنٍ مُّبِينٍ ﴿٤٥﴾ (حوالہ المومنون۔۴۴،۴۵)

'' بعد ازاں ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی ہارون (علیہ السلام) کو اپنے نشان اور کھلی سند کے ساتھ بھیجا''

شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل ہوا تھا اور ایمان والے عذاب سے قبل اس بستی سے نکل گئے تھے۔ اگر ''مدین'' وہی بستی تھی تو شعیب علیہ السلام وہاں کیسے موجود ہو سکتے تھے؟ اگر انہیں اس وقت زندہ تصور کرنا ہے تو پھر یہ کہنا پڑے گا کہ قوم مدین پر عذاب موسیٰ علیہ السلام کی شادی، آٹھ دس سالہ مدین میں قیام اور منصب رسالت پر فائز ہونے کے بعد آیا تھا۔ کیا یہ بات ہم تسلیم کر سکتے ہیں؟ لیکن جواب دینے سے قبل ہم یہ بھی دیکھ لیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے منصبِ رسالت پر فائز ہونے سے قبل شعیب علیہ السلام کی قوم اور شہر کا حشر کیا ہو چکا تھا:

وَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مَعَهُۥ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

''پھر جب ہمارا حکم آن پہنچا تو ہم نے اپنی رحمت سے شعیب (علیہ السلام) اور ان کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے بچالیا

وَأَخَذَتِ ٱلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ ٱلصَّيْحَةُ

اور ظالموں کو ایک چنگھاڑ نے آن پکڑا

فَأَصْبَحُوا۟ فِى دِيَٰرِهِمْ جَٰثِمِينَ ٥

اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے

كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا۟ فِيهَآ

ایسے جیسے وہ کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے

أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ

سنو! دور دفع ہوئی قومِ مدین جیسے دور دفع ہوئی قوم ثمود'' (ھود۔۹۴۔۹۵)

اس فرمان کی موجودگی میں اس خیال آرائی کی گنجائش نہیں تھی کہ شعیب اور موسیٰ علیہم السلام آپس میں سسر داماد تھے۔ قرآنِ مجید نے واضح انداز میں بتایا ہے کہ شعیب علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام مختلف زمانے اور مختلف اقوام کی جانب رسول تھے۔ انبیاء علیہم السلام کے حوالے سے لوگوں کے لکھے قصوں اور داستانوں میں سے کبھی ایسی بات ہمیں کہنا اور دہرانا نہیں چاہئے جو قرآنِ مجید میں ان کے متعلق واضح طور پر نہ کہی گئی ہو اس سے قطع نظر کہ وہ کہانی اور داستان کتنے ہی معتبر نام کے حوالے سے چھاپی گئی ہو کیونکہ بعض لوگ ''واللہ اعلم بالصواب'' کہہ کر بیان کردہ بات سے اپنے تئیں بری الذمہ سمجھ لیتے ہیں۔ جس بات کی ذمہ داری ہم خود نہیں لے سکتے اسے کہنے اور دہرانے کی آخر ضرورت کیا ہے؟ کائنات میں مچائے جانے والے بے ہنگم شور میں اضافہ کرنے کا سبب خوامخواہ ہم کیوں بنیں؟ اللہ رب العزت نے ہمیں بتایا ہے کہ کتاب ہی حرف آخر ہوتی ہے۔ اور نازل کردہ کتاب سے باہر کی باتوں کیلئے ذمہ داری کوئی قبول نہیں کرتا۔

أَمْ لَكُمْ كِتَٰبٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴿٣٧﴾

''کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو؟''

اور خارج از کتاب بات کے متعلق فرمایا

سَلْهُمْ أَيُّهُم بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ ﴿٤٠﴾

''ان سے پوچھو کہ ان میں سے کون اس بات کا ضامن بنتا ہے؟'' (القلم۔۳۷،۴۰)

اور قرآنِ مجید نے بتایا ہے کہ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ سنی سنائی روایت اور منہ کی باتوں کو تسلیم نہیں فرماتے بلکہ یہود و نصاریٰ، مشرکین ہر کسی سے بات کا ثبوت (برھان) مانگتے ہیں (حوالہ البقرۃ۔۱۱۱)۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ سے یہی فرمایا کہ لوگوں سے سوالوں کے جواب محض روایت یا منہ کی بات سے نہیں لینا

قُلْ هَاتُوا۟ بُرْهَٰنَكُمْ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ٥

آپ (ﷺ) کہیں ''اپنا ثبوت (برھان) لاؤ اگر تم سچے ہو!'' (حوالہ النمل۔۶۴)